قرآن وسنت کا تصورِ معیشت

ڈاکٹر شاکر حسین خان

(معاون استاد شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی)

ABSTRACT

Islam has a full and complete constitution for all mankind. It guides us on every walk of life including economics. It has presented an economic system based on Quran O Sunanah. This article comprises the brief explanation about the Islamic guiding principles for economics and finance. According to the Islamic concept of economics, Allah has been declared the only guarantor of the live lihood and humans have been commanded to strive to get legitimate earning. Allah has made humans superior to the other humans and has made the one dependent on the other, it is Allah's expedience. Besides, economic equality and justice is an instinctive desire. I have shaded light on distribution of economic resources causes of poverty and its eradication Moreover, I have also mentioned the individual characteristics of Islamic economic system that results in the circulation of wealth. In conclusion, we learn that Islamic economic system is a catalyst for growth of an economy, subjected to its imposition.

قرآن کریم نے انسانوں کو جو اقتصادی نظام دیا ہے اس کے مطابق رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے، قرآن کریم کی متعدد آیتوں سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، وہ جسے چاہے، جتنا چاہے، جہاں سے چاہے اور جس کے ذریعے سے چاہے رزق عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ واللّٰہ یرزق من یشاء بغیر حساب[1]

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ روزی تو جسے چاہے بے حساب عطا کرتا ہے"۔

اور فرمایا:

اللّٰہ یبسط الرزق لمن یشآء ویقدر. ۲

ترجمہ: ''اللہ کشادہ کرتا ہے روزی کو جس کے لیئے چاہے اور وہ تنگ کرتا ہے''۔

اور فرمایا:

ان اللّٰہ ھوا الرزاق ذوالقوۃ المتین. ۳

ترجمہ: "بیشک اللہ ہی روزی دینے والا قوت والا زور والا ہے"

اور فرمایا:

نحن نرزقکم وایاھم. ۴

ترجمہ: "ہم رزق دیتے ہیں تمھیں بھی اور انہیں (تمہاری اولاد کو) بھی۔

یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو رزق عطا فرماتا ہے بلکہ زمین پر بسنے والے ہر جاندار کو رزق کی فراہمی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما من دآبۃ فی الارض الا علی اللّٰہ رزقھا. ۵

ترجمہ: "اور نہیں ہے جاندار زمین پر کوئی مگر اللہ کے کرم پر ہے اس کی روزی"۔

مندرجہ بالا آیات سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ تمام مخلوقات کو رزق اللہ کے حکم سے ملتا ہے اور رزق کی تقسیم کی درجہ بندیاں بھی اس کی قائم کی ہوئی ہیں اس میں مسلم و غیر مسلم کی تفریق نہیں، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کے بقول "دولت کی کثرت، مقبولیت، قرب خداوندی کی دلیل نہیں۔ رزق کی کمی بیشی گمراہی وہدایت کا معیار نہیں" ۶

معاشی وسائل کی تقسیم:

قرآن کریم کی رو سے معاشی مساوات ایک غیر فطری شے ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

نحن قسمنا بینھم معیشھم فی الحیٰوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجت لیتخذ بعضھم بعضاً سخریا. ۷

ترجمہ: ہم نے خود تقسیم کیا ہے ان کے درمیان سامان زیست کو اس دنیا کی زندگی میں اور ہم نے ہی بعض کو بعض مراتب میں بلند کیا تا کہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔

اللہ تعالیٰ جو مالک الاسباب ہے اس نے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا جو سامان پیدا کیا ہے اس کی تقسیم اپنے دستِ قدرت میں رکھی ہے کسی اور کے سپرد نہیں کی، غیبی انتظامی امور میں اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے کہ سب کچھ ایک

شخص کو یا کل اشخاص کو نہ دیا جائے، یہ فرق تمام انسانوں میں کھلا اور واضح دکھائی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں سے کسی کو کچھ عطا فرمایا ہے اور کسی کو اور کچھ، اگر کسی کو ایک چیز دی ہے تو دوسرے کو اس شے سے محروم رکھا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کا محتاج رہے کوئی بے نیاز نہ ہو، دنیاوی زندگی میں سب ایک دوسرے کے کام آئیں، ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کریں واضح ہوا کہ انسانوں کے وسائل معاش کی تقسیم من جانب اللہ ہے۔ سخی غریب کو عطا کرے، سخی کے پاس دولت رکنے نہ پائے بلکہ گردش کرتی رہے، ایسا کرنا سخی کے لئے کارِثواب ہوگا اور غریب کی کفالت کا ذریعہ بنے گا غریب اپنی ضروریات کو پورا کرے گا امیر اور غریب کے مال خرچ کرنے سے معاشی ترقی ہوگی لوگوں کو روزگار ملے گا، سرمایہ دار اپنا سرمایہ لگائیگا۔ اور مزدور محنت کرے گا، سرمایہ دار مزدور سے کام لے گا، مزدور محنت کی اُجرت پائے گا۔ ہر انسان کو دوسرے سے کچھ نہ کچھ ملے گا یہی مصلحتِ خداوندی ہے یہی منشاء الٰہی ہے۔

کسب معاش کے لیئے ترغیب

انفرادی طور پر جب انسان رزقِ حلال کی کوشش کرتا ہے تو وہ کسبِ معاش کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتا ہے، قرآنی تعلیمات کے مطابق ہر شخص کو اپنی استعداد کے مطابق کسبِ حلال کے لیئے جدوجہد کرنا ضروری ہے۔ ہر شخص اپنی طاقت وقوت کے مطابق محنت ومشقت کر کے زیادہ سے زیادہ رزقِ حلال کما سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فابتغوا عند اللہ الرزق۔ ۸

ترجمہ: "پس تلاش کرو اللہ کے پاس سے روزی"۔

اور فرمایا:

واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللّٰہ.۹

ترجمہ: اور کچھ (تم میں سے) سفر کرتے ہوں گے زمین میں تلاش کررہے ہوں گے اللہ کے فضل (رزقِ حلال) کو"۔

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ:

عن المقدام: رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ما أکل احد طعامًا قط خیر امن ان یأکل من عمل یدہ وان نبی اللّٰہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہ.۱۰

ترجمہ: "جناب مقدام رضی عنہ اللہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اپنے ہاتھ کی کمائی سے کوئی طعام بہتر نہیں ہے اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی (محنت کی) کمائی کھایا کرتے تھے"۔

ایک حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد فریضہ.

یعنی" کسب حلال کا طلب کرنا دیگر فرائض کے بعد فرض ہے"

مذکورہ بالا روایات کے علاوہ اور متعدد احادیث ہیں جو رزق حلال کمانے کی ترغیب پر مبنی ہیں، انسان جو کچھ بھی کماتا ہے جو کچھ بھی کھاتا ہے ان میں سب سے بہتر وہ رزق ہے جو انسان نے اپنے ہاتھوں سے کمایا ہو۔

انفرادی ملکیت کی اجازت:

قرآن کریم نے جو اقتصادی نظام دیا ہے اس میں انفرادی ملکیت پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی، انسان اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد اپنے کمائے ہوئے مال سے کچھ بچا کر رکھ لیتا ہے تو اس میں حرج نہیں کیوں کہ وہ ضرورت سے زائد مال اس کی مالی عبادات کی بجا آوری کا باعث بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا، صدقۂ فطر بھی دیا جاتا ہے، ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی بھی پیش کی جاتی ہے، زندگی میں ایک بار فریضۂ حج ادا کرنے کا بھی حکم ہے اس کے علاوہ کفارہ ادا کرنے کا حکم اور نفلی صدقات و باہمی امداد کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔

زکوٰۃ اسی شخص پر فرض ہے جو صاحبِ نصاب ہے اور انسان صاحبِ نصاب اس وقت ہوتا ہے جب اس کی ضرورت سے زائد مال ہو اور اس پر سال گزر جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب انسان اپنی آمدنی میں سے خرچ کرنے کے بعد بچا کر رکھتا ہے، صدقہ فطر بھی اپنے مال سے ہی دیا جاتا ہے۔ قربانی اس وقت واجب ہوتی ہے جب انسان کے پاس مال ہوتا ہے۔

حج اس وقت فرض ہوتا ہے جب مسلمان صاحب استطاعت ہوتا ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب اس کے پاس مال و دولت موجود ہو۔ مال سے ہی کفارہ ادا کیا جاتا ہے، انسان کے پاس مال ہوتا ہے تو وہ صدقہ بھی کرتا ہے۔ دوسروں کے کام بھی آتا ہے اور اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرتا ہے۔

چنانچہ ہر مسلمان کو اپنی آمدنی میں سے کچھ نہ کچھ ضرور بچا کر رکھنا چاہئے تاکہ اسے مالی عبادات کی بجا آوری کی سعادت حاصل ہو سکے۔ متعدد احادیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ انسان اپنے مال و دولت میں سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیئے کچھ نہ کچھ ضرور بچا کر رکھے، سب کچھ خرچ نہ کرے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ (میں نے مال صدقہ کرنے کا ارادہ کیا تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

امسک علیک بعض مالک فھو خیر لک قلت فانی امسک سھمی الذین بخیبر.[11]

"اپنے مال میں سے کچھ بچا کر رکھ لو تمہارے لیئے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا کہ خیبر (کی زمین) میں جو میرا حصہ ہے وہ میں نے بچا لیا ہے"۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ:

ان تدع و رثتک اغنیآء خیر من ان تدعهم عالت یتکفقون الناس فی ایدیهم.

الخ. ۱۲

یعنی اپنے ورثا کو صاحب مال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ وہ محتاج ہو جائیں اور سوال کریں"۔

مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ کسبِ حلال کمانے کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی اور نہ شریعت کا یہ حکم ہے کہ سب کچھ صدقہ کر دیا جائے بلکہ شریعت نے کفایت شعاری اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔

اسلام میں چھٹی کا تصور:

قرآن کے عطا کردہ معاشی نظام میں چھٹی کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا ہے، یوم الجمعہ جس کو دنوں کا سردار قرار دیا گیا ہے اس دن صرف اتنی پابندی ہے کہ اذان کی آواز سن کر مسجدوں میں آجائیں اور صلوٰۃ قائم کریں۔۱۳ نماز ادا کرنے کے بعد دوبارہ اپنی معاشی وتجارتی سرگرمیوں میں مصروف ہو جائیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

فاذاقضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله. ۱۴

ترجمہ: "پس جب نماز ادا ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو"۔

چنانچہ دن کام کے لیئے ہیں اور راتیں آرام کے لیئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو رات بھر عبادت کرنے سے منع فرمایا۱۵ تا کہ دن میں کام کرنے کی اہمیت اجاگر ہو اور آپ کی اتباع میں دیگر مسلمان بھی رات میں تھوڑی دیر عبادت میں مشغول رہیں اور پھر باقی رات آرام کریں تا کہ دن کے کام متاثر نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ان لک فی النهار سبحا طویلا. ۱۶

ترجمہ: یقیناً آپ کو دن میں بڑی مصروفیتیں ہیں۔"

معاشی بدحالی کے اسباب اور ان کا سدباب:

معاشی بدحالی کا سب سے بڑا سبب دولت کا گردش نہ کرنا ہے، قرآن کریم نے ایسے تمام اسباب کا سدباب کیا ہے جو مال ودولت کی گردش کو روکنے کا سبب بنتے ہیں، وہ اسباب درج ذیل ہیں۔

۱۔ بخل:

گردشِ دولت کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں سے ایک رکاوٹ بخل ہے، قرآن کریم میں بخل کی شدید مذمت کی گئی ہے، بخل کی وجہ سے مال کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

قرآن کریم نے حبِ مال کے خاتمہ کی جانب خصوصی توجہ مبذول کرائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وتحبون المال حبا جما. ١٧

ترجمہ: "اور دولت سے حد درجہ محبت کرتے ہو"۔

اور فرمایا:

ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم اللّٰہ من فضلہ ھو خیرالھم بل ھو شر لھم سیطوقون مابخلوابہ یوم القیمۃ. ١٨

ترجمہ: "اور ہرگز نہ گمان کریں جو بخل کرتے ہیں اس میں جو دے رکھا ہے انہیں اپنے فضل سے اللہ نے یہ بخل بہتر ہے ان کے لئے بلکہ یہ بخل بہت بُرا ہے ان کے لیئے، طوق پہنایا جائے گا انہیں وہ مال جس میں انہوں نے بخل کیا قیامت کے دن"

اللہ تعالیٰ نے وہ مال جس سے انسان محبت کرتا ہے اس کو اپنی رضا کے مطابق اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ انسان کے دل میں مال کی بے جا محبت گھر نہ کر جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لن تنا لوا البر حتیٰ تنفقو امماتحبون. ١٩

"نہیں کمال حاصل کر سکتے تم نیکی میں اس وقت تک کہ تم خرچ نہ کردو اپنی پیاری چیز کو"۔

٢۔فضول خرچی:

قرآن کریم نے ہر معاملے میں درمیانہ اور میانہ روی کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، آدمی نہ تو بخل سے کام لے اور نہ ہی فضول خرچی کرے اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں انسان کو عطا فرمائی ہیں ان کی حفاظت کرنا اس کا فریضہ ہے کیوں کہ قیامت کے دن انسان سے ہر نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ثم لتسئلن یو مئذعن النعیم. ٢٠

ترجمہ: "پس تم سے اس دن ہر نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا"۔

انسان کو ایک جانب تو بخل سے بچنا چاہیئے دوسری جانب اسراف سے بھی اجتناب کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما. ٢١

ترجمہ: "اور وہ (نیک لوگ) جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں"۔

قرآن کریم نے جہاں لوگوں کو بخل سے منع کیا ہے وہاں فضول خرچی سے بھی روکا ہے، یہ بھی گردش دولت پر اثر ڈالتی ہے انسان کو تمام حلال وطیب اشیاء سے مستفیض ہونے کی اجازت دی گئی ہے مگر اس میں اسراف نہیں ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لایحب المسرفین۔ ۲۲

ترجمہ: "کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو اللہ پسند نہیں کرتا فضول خرچی کرنے والوں کو"۔

۳۔ ربوٰ:

قرآن کریم نے مال کو ناجائز طریقوں سے حاصل کرنے کی شدید مذمت بیان فرمائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة عن تراض منکم۔ ۲۳

ترجمہ: "ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ یہاں تک کہ باہمی رضامندی سے تجارت نہ ہو"۔

اسلام نے ربوٰ کے ذریعے سے حاصل ہونے والی آمدنی کو ناجائز قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

واحل اللّٰہ البیع وحرموا الربوٰا۔ ۲۴

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے بیع (تجارت) کو حلال کیا ہے اور ربوٰ کو حرام قرار دیا ہے"

اللہ تعالیٰ نے ربوٰ (بیاج) کو حرام قرار دیا ہے۔ احادیث میں بھی ربوٰ (بیاج) کی حرمت اور ممانعت کو بیان کیا گیا ہے ایک حدیث میں ہے۔

قال رسول ﷺ اجتنبو السبع الموبقات۔

یعنی سات ہلاک ہونے والی چیزوں سے بچو۔ ان سات چیزوں میں سے ایک (اکل الربوٰ) بیاج کا کھانا بھی ہے ۲۵

ایک حدیث میں آیا کہ **قال رسول اللّٰہ ﷺ ماحد اکثرمن الربا الاکان عاقبة امره الیٰ قلة ۲۶**

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیاج کھانے والے کا مال آخر میں گھٹ جاتا ہے۔

۴۔ جوا:

سورۃ المائدہ کی آیت /۹۰ میں جن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے ان میں "المیسر" یعنی جوا بھی شامل ہے اور اس بات سے بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ یہ ناپاک شیطانی کام ہے اس لیئے اس بُرے اور ناپاک کام سے بچنا ضروری ہے ورنہ شیطان اس کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے گا، جوے سے دشمنی جنم لیتی ہے گہرے دوست اور سگے بھائی بھی ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے ہوجاتے ہیں۔

جوا ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے ایک شخص کا مال دوسرے شخص کے پاس غیر شرعی طریقے سے چلا جاتا ہے شریعت نے اس مال کو ناجائز قرار دیا ہے احادیث میں جوا کھیلنے کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے۔

۵۔سرقہ/چوری:

چوری سے حاصل ہونے والی کمائی کو بھی شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے، قرآن وحدیث میں چوری کی مذمت کی گئی ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے لیئے سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزآء بما كسبا نكالا من الله والله عزيز حكيم. ۲۷

جب مومن عورتیں بیعت کے لیئے حاضر ہوتیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے اس بات کی بیعت لیتے کہ وہ شرک نہیں کریں گی اور یہ عہد لیتے کہ "ولا یسرقن" یعنی چوری نہیں کریں گی اس کے بعد دیگر امور پر بیعت لیتے ۲۸

ایک حدیث میں آیا:

لايسرق السارق حين يسرق وهو مومن. ۲۹

یعنی "چور جس وقت چوری کرتا ہے اس وقت مومن نہیں رہتا"۔

واضح رہے کہ کسی کی زمین یا مال پر قبضہ کرنا ڈاکہ ڈالنا، لوٹ مار کرنا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ افعال اور گناہ کبیرہ میں شامل ہیں، مذکورہ تمام قبیح افعال سے حاصل شدہ آمدنی بھی ناجائز اور حرام ہے۔

۶۔ناپ تول میں کمی:

ناپ تول میں کمی کو بھی شریعت اسلامی نے ناجائز کام قرار دیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "ويل للمطففين" ۳۰

ترجمہ: "بربادی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لیئے"۔

اور فرمایا

ووضع الميزان الا تطغوا في الميزان واقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان. ۳۱

ترجمہ "اور میزان قائم کی تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو اور وزن کو ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ اور تول کو کم نہ کرو"۔

اور فرمایا:

واوفوا الكيل والميزان بالقسط. ۳۲

ترجمہ: "اور پورا کرو ناپ اور تول انصاف کے ساتھ"۔

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کی کہ یقوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط ولاتبخسوا الناس اشیآء ھم ولا تعثوا فی الاض مفسدین. بقیت الله خیرلکم ان کنتم مؤمنین. ۳۳

ترجمہ: "اے میری قوم! پورا کرو ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ اور نہ گھٹا کر دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے جو بچ جائے اللہ کے دیئے سے وہی تمہارے لیئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو"۔

لیکن قوم ناپ تول میں کمی سے باز نہ آئی آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا لیکن وہ قوم تائب نہ ہوئی اور آخر کار ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا اور وہ قوم ہلاک ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام اور اہل ایمان کو بچالیا۔ یعنی ان لوگوں کو جو لوگ ناپ تول میں کمی نہیں کیا کرتے تھے۔ ۳۴

سنن ابنِ ماجہ میں ہے کہ:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذاوز نتم فارجعوا. ۳۵

ترجمہ: "جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم تولو جھکتا ہوا تولو"۔

اور فرمایا:

لیس منا من غش. ۳۶ دھوکہ باز ہم میں سے نہیں۔

اور فرمایا:

کیلو طعامکم یبارک لکم فیه. ۳۷

ترجمہ: غلہ تول کر دیا کرو اس میں برکت ہوگی"۔

مندرجہ بالا تعلیمات پر اگر معاشرہ عمل پیرا ہو جائے تو تمام معاشرے کے افراد معاشی عدل و انصاف کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ معاشی نظام میں جو بھی غیر اخلاقی اور ضرر رساں افعال ہیں اسلام ان کی کسی قیمت پر اجازت نہیں دیتا۔

۷۔ خیانت:

خیانات کرنا، رزائل اخلاق میں سے ایک اور ناجائز آمدنی کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

یایھاالذین امنوا لا تخونوا الله والرسول وتخونوا امنتکم وانتم تعلمون. ۳۸

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ خیانت کرو اللہ اور رسول سے اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں میں اس حال میں کہ تم جانتے ہو"۔

حدیث میں ہے کہ:

ولا یغل احد کم حین یغل وھو مومنٌ مایا کم ایا کم. ۳۹

ترجمہ: "تم میں سے کوئی بھی خیانت کرنے والا اس وقت مومن نہیں رہتا جس وقت وہ خیانت کرتا ہے، پس بچوتم، بچوتم"

جناب رسول اللہ ﷺ نے منافق کی تین نشانیاں بیان کی ہیں وہ یہ ہیں۔

اذا حدث کذب واذا وعداخلف واذا ائتمن خان. [۴۰]

ترجمہ: "جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو اس کی خلافی کرے امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے"

سچے اور امانت دار تاجر کی فضیلت میں بیان کیا گیا کہ:

التاجر الامین الصدوق المسلم مع الشهدآء یوم القیمة. [۴۱]

ترجمہ: "سچا امانت دار مسلم سوداگر قیامت کے روز شہدأ کے ساتھ ہوگا"۔

ایک اور مقام پر فرمایا گیا کہ اس کا ساتھ انبیاء، صدیقین اور شہدأ کے ساتھ ہوگا۔

۸۔ یتیم کا مال کھانا:

یتیم کا مال کھانا بھی حرام اور ناجائز آمدنی کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ نے یتیم کا مال ناجائز طریقے سے کھانے کی مذمت بیان فرمائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا وسیصلون سعیراً. [۴۲]

ترجمہ: "بیشک وہ لوگ جو کھاتے ہیں۔ تیموں کے مال ظلم سے تو پس وہ کھا رہے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور وہ عنقریب جھونکے جائیں گے بھڑکتی آگ میں"۔

احادیث میں بھی یتیم کا مال کھانے کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے، مشکوٰۃ شریف کی روایت میں جن ہلاک ہونے والی سات باتوں سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان میں سے ایک "اکل مال الیتیم". [۴۳] یعنی "یتیم کا مال کھانا" بھی ہے۔

۹۔ رشوت:

رشوت لینا دینا اور دونوں کے درمیان دلالی کرنا حرام وگناہ قرار دیا گیا ہے۔ رشوت کے لیئے قرآن کریم میں "سحت" کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ تین مرتبہ سورہ المائدہ میں آیا ہے۔ [۴۴] جس کے معنی مال حرام ہے، اور لغوی معنی ہلاکت و بربادی ہے۔ [۴۵]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وتری کثیرا منهم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلهم السحت لبئس ماکانوا

یعملون. ۴٦؎

ترجمہ: " آپ دیکھتے ہیں ان میں سے بہتوں کو بڑے تیز رفتار ہیں، گناہ اور زیادتی کرنے میں اور حرام خوری میں بیشک یہ بہت برے کام کرتے رہے ہیں"۔

مذکورہ آیت میں بنی اسرائیل کے اس کرتوت کی نشاندہی کی گئی ہے جو وہ کیا کرتے تھے یعنی ان کے علماء رشوت خور تھے۔ شریعت محمدی میں بھی رشوت کی آمدنی کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کل لحم نبت بالسحت فالنار اولی به قالوا یا رسول اللّٰہ وما السحت؟ قال الرشوة فی الحکم".

ترجمہ: "جو گوشت سُحت سے پیدا ہوا اُسے آگ ہی جلائے گی"۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ سُحت کسے کہتے ہیں؟ "فیصلہ کرتے وقت رشوت لینا"۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اذا ارتشی الحاکم انعزل فی الوقت وان لم یعزل.

(یعنی) "حاکم رشوت لیتے ہی معزول ہوجاتا ہے خواہ اسے بظاہر معزول نہ بھی کیا جائے"۔

رشوت اس مال کو کہتے ہیں جو کسی کا حق ضائع کرنے کے لیئے اور ناحق کوئی چیز خود لینے کے لیئے کسی حاکم کو دیا جائے"۔ ۴۷؎

مذکورہ حوالوں سے ثابت ہوا کہ رشوت کی کمائی بھی حرام آمدنی کا ذریعہ ہے، اسلامی معاشیات اس کو بھی معاشی بدحالی کا سبب قرار دیتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا کہ "**قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعنة اللّٰہ کل الراشی والمرتشی**" ۴۸؎ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "رشوت لینے دینے والوں پر اللہ کی لعنت ہے"

۱۰۔ گداگری:

گداگری ایک لعنت ہے، شریعت اسلامیہ نے اس کو ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے اس کے مقابلے میں محنت مزدوری کر کے رزقِ حلال کمانے کی ترغیب دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث. ۴۹؎

ترجمہ: "اور حلال قرار دیتے ہیں (نبی) ان کے لیئے پاک چیزیں اور ان پر حرام قرار دیتے ہیں ناپاک چیزوں کو"۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے آگے دست طلب دراز کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں آیا کہ:

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لان یحتطب احد کم حدمة علی ظهره خیر من ان یسال احدا فیعطیه اویمنعه "۵۰

یعنی آپ نے فرمایا" تم میں اگر کوئی لکڑیوں کا گٹھ (جنگل سے کاٹ کر) اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اس کو فروخت کر کے کھائے تو اس سے بہتر ہے کہ سوال کرے کوئی دے یا نہ دے"۔

۱۱۔قسم کھا کر مال فروخت کرنا:

قسمیں کھا کر اپنی اشیاء کو فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا:

ایاکم والحلف فی البیع فانه ینفق ثم یمحق. ۵۱

ترجمہ: "تجارت میں قسمیں کھانے سے بچو شروع میں تو اس سے مال فروخت ہوتا ہے لیکن برکت نکل جاتی ہے"۔

چنانچہ ایک اچھے مسلمان تاجر کو اپنا مال فروخت کرتے وقت قسمیں کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے تاکہ رزق حلال کے فیوض وبرکات حاصل ہوں۔

احتکار/ذخیرہ اندوزی:

غلہ، اجناس، جانوروں کا چارہ اور ایندھن وغیرہ کا ذخیرہ کرنا انسانوں کو خدا کی عطا کردہ نعمتوں سے محروم رکھنا، ان اشیاء کی قیمت بڑھنے کا انتظار کر کے انہیں مہنگے دام فروخت کرنا شریعتِ اسلامیہ میں ناپسندیدہ فعل ہے۔ ذخیرہ اندوزی سے گرانی بڑھ جاتی ہے اور لوگ پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس لیئے شریعت نے اس کو ناجائز آمدنی کا ذریعہ اور گناہ کا کام قرار دیا ہے۔ اس فعل کی قباحت اور ممانعت کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔

سیدنا عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

الجالب مرزوق والمحتکر ملعون. ۵۲

ترجمہ: "بازار میں غلہ لاکر بیچنے والا خدا کی جانب سے روزی دیا جائے گا اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا لعنت میں گرفتار ہوگا۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من احتکر طعاما اربعین یوما یرید به الغلآء فقدبرءَ من اللّٰه وبریٔ اللّٰه منه. ۵۳

ترجمہ: "جو گرانی بڑھانے کی نیت سے چالیس دن تک ذخیرہ اندوزی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے بے تعلق اور اللہ اس سے بیزار ہو جائے گا۔

نوٹ:

مذکورہ بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ شریعت اسلامیہ نے معاشی بدحالی کے اسباب کا سدباب کیا ہے۔

اب ہم ان باتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کو اسلام کے معاشی نظام میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے جن کی بدولت مال و دولت گردش کرتا ہے اور معاشی نظام ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے ان میں سب سے پہلا نظام زکوٰۃ ہے۔

ا۔ نظام زکوٰۃ:

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن اور مالی عبادت ہے جس کی ادائیگی ہر صاحب نصاب، عاقل، بالغ، مسلمان پر سال گزرنے پر فرض ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی سے دولت گردش میں رہتی ہے اور ارتکاز دولت کو روکتی ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات سے زکوٰۃ کی فرضیت اور اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

قرآن کریم نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا جو مقصد بیان کیا ہے وہ یہ ہے:

لایکون دولة بین الاغنیاء. ۵۴

ترجمہ: تا کہ دولت امیروں میں ہی گردش نہ کرتی رہے"۔

آیت مذکورہ اہم ترین اصولی آیت ہے، جس میں اسلامی ریاست کے اقتصادی نظام کا بنیادی قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ دولت کی گردش پوری ریاست میں جاری رہنی چاہئے، اگر دولت صرف ایک جگہ قید رہے گی تو معاشی ترقی کا پہیہ رک جائے گا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اس کے ادا کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وما اتیتم من زکوٰة تریدون وجه اللّٰه فاولٰئک هم المضعفون. ۵۵

ترجمہ: "اور جو تم زکوٰۃ ادا کرتے ہو اللہ کی رضا کے طلب گار بن کر پس یہی لوگ ہیں جو کئی گنا کر لیتے ہیں (اپنے مالوں کو)"۔

زکوٰۃ ادا کرنے سے دولت گردش کرتی ہے، امیروں کے مال سے کچھ حصہ غریبوں میں منتقل ہوتا ہے معاشی نظام کی اصلاح ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی کئی طریقوں کے تحت غریبوں مسکینوں اور ضرورت مندوں کی امداد کی جاتی ہے ان میں صدقہ فطر، کفارے کی رقم نفلی صدقات، ہدیہ اور چرم قربانی وغیرہ شامل ہیں۔

اسلام میں قرضہ حسنہ کا بھی تصور پایا جاتا ہے، جس کے تحت ضرورت مندوں کو بلاسود قرضہ دیا جاتا ہے تا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر سکیں۔

اس کے علاوہ اسلام میں عزیز و اقارب، دوست و احباب خوشی کے مواقع پر ایک دوسرے کو تحائف، نذرانہ اور اپنے ماتحت لوگوں کو رقم بطور عیدی و جیب خرچی کے بھی پیش کرتے ہیں یہ تمام ذرائع گردش دولت کے اسباب ہیں۔

۲۔وصیت کا حکم:

اسلام کے معاشی نظام میں وصیت بھی گردشِ دولت کا ذریعہ ہے، وصیت کے ذریعے مال ایک شخص کی ملکیت سے دوسرے شخص کی ملکیت میں آجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

كتب عليكم اذا حضر احد كم الموت ان ترك خيرا ن الوصية للوالدين والا قربين بالمعروف حقا على المتقين.۵۶

ترجمہ:"فرض کیا گیا ہے تم پر جب تم میں سے قریب آجائے اس کی موت اس شرط پر کہ چھوڑنے کچھ مال کہ وصیت کرے اپنے والدین کے لیئے اور قریبی رشتہ داروں کے لیئے انصاف کے ساتھ ایسا کرنا ضروری ہے پرہیزگاروں پر"

احادیث میں بھی وصیت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

جامع ترمذی میں ہے:

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ماحق امرأ مسلم يبيت ليلتين وله مابوصى فيه الاو وصية مكتو بة عنده.۵۷

ترجمہ:ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان جس کے پاس وصیت کے لیئے مال ہوتو اسے لازم ہے کہ دوراتیں بھی اس حالت میں نہ گزارے کہ اس کے پاس وصیت لکھی ہوئی نہ ہو۔

قرآن کریم وارشادات رسول اکرم ﷺ سے وصیت کی ترغیب ملتی ہے کہ انسان مرنے سے پہلے وصیت کرجائے تاکہ اس کا مال حق داروں کو مل جائے اوران کے ذریعے دولت گردش کرنے لگے اگر صاحب مال وصیت نہیں کرے گا تو احتمال ہے کہ میت کا مال ودولت کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں نہ چلا جائے جو دولت پر قابض ہوکر بیٹھ جائے اور ارتکاز دولت کا باعث بنے۔

۳۔وراثت کا قانون:

وصیت کے علاوہ اسلام میں وراثت کا قانون بھی ہے، مرنے والا اگر وصیت کرجائے تو پہلے وصیت پر عمل کیا جائے گا۔پھر ورثاء میں باقی مال قرآنی اصول کے مطابق تقسیم کیا جائے جس کو قرآن کریم نے تفصیل سے بیان کیا ہے۵۸

خلاصہ:

مذکورہ حوالوں سے ثابت ہوا کہ اسلامی معاشی نظام اپنی منفرد خصوصیات کے باعث دنیا میں رائج دیگر نظام معیشت سے مختلف ہے اس نظام کے تحت دولت گردش کرتی رہتی ہے ایک جگہ نہیں رکتی دولت کی گردش کی وجہ سے معاشی نظام ترقی کرتا ہے، اگر ہم اپنے معاشی نظام کو قرآن وسنت کے اصولوں کے مطابق ڈھال لیں تو یقیناً ہمارا ملک معاشی ترقی

کی راہ پر گامزن ہوگا۔ لوگوں کو ان کے جائز حقوق ملیں گے کوئی انسان اپنے بنیادی حقوق سے محروم نہیں رہے گا اور ہمارا ملک ایک جدید اسلامی فلاحی مملکت کے نام سے پہنچانا جائے گا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔سورۃ البقرہ/ آیت ۲۱۲۔ ۲۔سورۃ رعد/ آیت ۲۶۔ ۳۔سورۃ زاریات/ آیت ۵۸۔

۴۔سورۃ انعام/ آیت ۱۵۱۔ ۵۔سورۃ ھود/ آیت ۶۔

۶۔تفسیر ضیاء القرآن، جلد اول، سورۃ البقرہ، حاشیہ آیت ۲۲، صفحہ ۱۴۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، کراچی۔

۷۔سورۃ زخرف/ آیت ۳۲۔ ۸۔سورۃ العنکبوت/ آیت ۱۷۔ ۹۔سورۃ المزمل/ آیت ۲۰۔

۱۰۔ صحیح بخاری (مترجم)، جلد اول، ابواب البیوع، حدیث ۱۹۴۳، صفحہ ۸۲۸، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱۹۸۵ء۔

۱۱۔ صحیح بخاری (مترجم)، جلد دوم، کتاب الوصایا، صفحہ ۴۹، فرید بک اسٹال، لاہور، (طباعت بار سوم)، ۲۰۰۰ء۔

۱۲۔ صحیح بخاری (مترجم)، جلد دوم، کتاب الوصایا، صفحہ ۴۰۔

۱۳۔سورۃ الجمعۃ/ آیت ۹ ۱۴۔سورۃ الجمعۃ/ آیت ۱۰۔

۱۵۔سورۃ المزمل/ آیت ۲۔۳۔ ۱۶۔سورۃ المزمل/ آیت ۷۔

۱۷۔سورۃ الفجر/ آیت ۲۰۔ ۱۸۔سورۃ ال عمران/ آیت ۱۸۰۔

۱۹۔سورۃ ال عمران ۹۲۔ ۲۰۔سورۃ التکاثر/ آیت ۸۔

۲۱۔سورۃ الفرقان/ آیت ۶۷۔ ۲۲۔سورۃ الاعراف/ ۳۱۔

۲۳۔النسآء/ آیت ۲۹۔ ۲۴۔سورۃ البقرہ/ آیت ۲۷۵۔

۲۵۔مشکوٰۃ، جلد اول، صفحہ ۲۷، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، سن اشاعت مذکور نہیں۔

۲۶۔سنن ابن ماجہ (مترجم)، جلد دوم، صفحہ ۳۲، فرید بک سٹال لاہور، ۱۹۸۳ء۔

۲۷۔سورۃ المائدہ/ ۳۸۔ ۲۸۔سورۃ الممتحنۃ/ آیت ۱۲۔

۲۹۔مشکوٰۃ شریف (مترجم)، جلد اول، ص ۲۷، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، تاریخ اشاعت مذکور نہیں۔

۳۰۔سورۃ المطففین/ آیت ۱ ۳۱۔سورۃ الرحمٰن/ آیت ۷ تا ۹۔

۳۲۔سورۃ الانعام/ آیت ۱۵۲۔ ۳۳۔سورۃ ھود/ آیت ۸۵۔۸۶۔

۳۴۔سورۃ ھود/ آیت ۸۷ تا ۹۵۔

۳۵۔سنن ابن ماجہ (عربی/اردو)، جلد اول، حدیث ۲۳۰۰، ص ۶۱۴، فرید بک اسٹال، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

۳۶۔ایضاً، حدیث ۲۳۰۹، ص ۶۱۴۔

۳۷۔ایضاً، حدیث ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ص ۶۱۴۔

۳۸۔سورۃ الانفال/ آیت ۲۷۔

۳۹۔مشکوٰۃ شریف (مترجم)، جلد اول، ص ۲۷۔۲۸، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، تاریخ اشاعت مذکور نہیں۔

۴۰۔مشکوٰۃ شریف (مترجم)، جلد اول، ص ۲۸، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

۴۱۔سنن ابن ماجہ (عربی/اردو)، جلد اول، باب التجارت حدیث 2215، صفحہ ۵۹۴، فرید بک اسٹال، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

۴۲۔سورۃ النسآء / آیت ۱۰۔

۴۳۔مشکوٰۃ شریف (مترجم)، جلد اول، ص ۲۷، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، سن اشاعت مذکور نہیں۔

۴۴۔عبدالباقی، محمد فواد، المعجم المفھرس لالفاظ القرآن الکریم، ص ۴۳۹، منشورات ذوی القرابی، مصر، ۱۹۸۸ء، (اشاعت ثانی)۔

۴۵۔تفسیر ضیاء القرآن (جلد اول)، سورۃ لمائدہ حاشیہ آیت ۴۲، صفحہ ۴۷۱۔

۴۶۔سورۃ المائدہ / آیت ۶۲۔

۴۷۔تفسیر ضیاء القرآن، جلد اول، ص ۴۷۱۔

۴۸۔سنن ابن ماجہ (عربی/اردو)، جلد دوم، حدیث ۸۰، ص ۴۱، فرید بک اسٹال، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

۴۹۔سورۃ الاعراف / آیت ۱۵۷۔

۵۰۔صحیح بخاری، جلد اول، ابواب البیوع، حدیث ۱۹۴۵ء، ص ۸۲۸۔۸۲۹، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱۹۸۵ء۔

۵۱۔سنن ابن ماجہ، جلد اول، حدیث ۲۲۸۶، ص ۶۱۱، فرید بک اسٹال، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

۵۲۔مشکوٰۃ شریف (مترجم)، جلد دوم، باب الاحتکار، حدیث ۲/۶۸/۲۷، ص ۲۶، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، طبع دوم، تاریخ اشاعت مذکور نہیں۔

۵۳۔ایضاً ص ۲۶۔۲۷۔

۵۴۔سورۃ الحشر / آیت ۷۔

۵۵۔سورۃ الروم / آیت ۳۹۔

۵۶۔سورۃ البقرہ / آیت ۱۸۰۔

۵۷۔جامع ترمذی (مترجم/اردو)، جلد اول، ص ۵۲۷، نعمانی کتب خانہ، لاہور، اپریل ۱۹۸۸ء۔

۵۸۔سورۃ النسآء، آیت ۱۱ تا ۱۴۔